بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

TALIM - UL - ISLAM COLLEGE RABWAH
عِلمٌ و عَمَلٌ

ماہنامہ
انٹرنیٹ گزٹ
المنار
تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ

مارچ
2011ء
جلد نمبر 1
شمارہ نمبر 3

مجلس ادارت
مدیر : مقصود الحق
معاون مدیر : مبارک احمد صدیقی و سید نصیر احمد

Ph. No. +44 (0) 20 87809026
E-mail : editoralmanar@hotmail.com

ارشادِ باری تعالیٰ

تقویٰ اور احسان

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ۠ (النحل 129)

ترجمہ: یقیناً اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔

حدیث ِ نبوی ﷺ

اللہ متقی سے محبت کرتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡعَبۡدَالتَّقِیَّ الۡغَنِیَّ الۡخَفِیَّ

اللہ اُس انسان سے محبت کرتا ہے جو تقویٰ شعار، بے نیاز اور گوشہ نشینی اختیار کرنے والا ہو۔ (مسلم کتاب الزہد)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صحیح فراست اور حقیقی دانش

☆ صحیح فراست اور حقیقی دانش ...... کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ٦٦)

☆ حقیقی راحت اور لذت کا مدار تقویٰ پر ہے۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 421)

☆ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 37)

کلام الامام امام الکلام

وہ آیا، منتظر جس کے تھے دن رات
معمہ کھل گیا ، روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات
پھر اسکے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اِک جہاں کو یہ سنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ، جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

ارشادات عالیہ

علوم جدیدہ کو اسلام کے تابع کرنا چاہیئے

''ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم میں ہی یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا انہیں موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو یہ کام وہی کر سکتا ہے۔ یعنی خدمت وہی بجا لاسکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔''
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 43)

ضروری اعلانات

☆ تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلباء کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنے اسماء مع کوائف (پتہ، فون نمبر، ای میل ایڈریس، کالج میں عرصہ تعلیم) سے سیکرٹری صاحب ایسوسی ایشن کو فوری طور پر بذریعہ فون یا ای میل اطلاع کر دیں۔ ان سے رابطہ کے نمبر اس گزٹ میں دوسری جگہ موجود ہیں۔

☆ جملہ ممبران مطلع رہیں کہ ایسوسی ایشن کی سالانہ ممبرشپ فیس 24 پونڈ مقرر ہے۔ جملہ ممبران سے درخواست ہے کہ یہ فیس جلد از جلد سیکرٹری صاحب مال یا سیکرٹری صاحب ایسوسی ایشن کو بھجوا دیں۔

☆ آپ کے حلقہ احباب میں اگر کوئی اور سابق طالب علم تعلیم الاسلام کالج ہوں تو انہیں بھی یہ پیغام پہنچا دیں یا ان کے اسماء اور کوائف سے آپ سیکرٹری صاحب کو مطلع فرمادیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سابق طلبہ کی لسٹ ہر لحاظ سے جلد از جلد مکمل ہو سکے۔

روزانہ دو نفلوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف و مشکلات میں گرفتار بھائیوں کیلئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کم از کم دو نوافل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کیلئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے۔ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔''

رابطہ کیلئے

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن برطانیہ سے رابطہ کیلئے مندرجہ ذیل نمبر نوٹ فرمالیں:

صدر: 020 8871 1699
نائب صدر: 020 8395 9866
سیکرٹری: 020 8870 0275
ایڈیٹر المنار: 020 8780 9026

ایک مشاہدہ۔ایک گواہی

’’آپ نہایت رؤف الرحیم تھے، سخی تھے، مہمان نواز تھے، اشجع الناس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت لوگوں کے دل بیٹھ جاتے تھے آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری، صبر و شکر، استغنا، حیا، غض بصر، عفت، محنت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، ادب الٰہی، ادب رسول و بزرگان دین، حلم، میانہ روی، ادائیگی حقوق، ایفائے وعدہ، چستی، ہمدردی، اشاعت دین، تربیت، حسن معاشرت، مال کی نگہداشت، وقار، طہارت، زندہ دلی اور مزاح، رازداری، غیرت، احسان، حفظ مراتب، حسن ظنی، ہمت اور اولوالعزمی، خودداری، خوش روئی اور کشادہ پیشانی، کظم غیظ، کف ید و کف لسان، ایثار، معمور الاوقات ہونا، انتظام، اشاعت علم و معرفت، خدا اور اس کے رسول کا عشق، کامل اتباع رسولؐ۔ یہ مختصراً آپ کے اخلاق و عادات تھے۔

آپ میں ایک مقناطیسی جذب تھا۔ ایک عجیب کشش تھی، رعب تھا، برکت تھی، موانست تھی۔ بات میں اثر تھا، دعا میں قبولیت تھی۔ خدام پروانہ وار حلقہ باندھ کر آپ کے پاس بیٹھتے تھے اور دلوں سے زنگ خود بخود دھلتا جاتا تھا۔

بے صبری، کینہ، حسد، ظلم، عداوت، گندگی، حرص دنیا، بدخواہی، پردہ دری، غیبت، کذب، بے حیائی، ناشکری، تکبر، کم ہمتی، بخل، ترش روئی و کج خلقی، بزدلی، چالاکی، فحشاء، بغاوت، عجز، کسل، ناامیدی، ریا، تفاخر ناجائز، دل دکھانا، استہزاء، تمسخر، بدظنی، بے غیرتی، تہمت لگانا، دھوکا، اسراف و تبذیر، بے احتیاطی، چغلی، لگائی بجھائی، بے استقلالی، لجاجت، بے وفائی، لغو حرکات یا فضولیات میں انہماک، ناجائز بحث و مباحثہ، پُرخوری، کن رسی، افشائے عیب، گالی، ایذا رسانی، سفلہ پن، ناجائز طرفداری، خود بینی، کسی کے دکھ میں خوشی محسوس کرنا، وقت کو ضائع کرنا۔ ان سب باتوں سے آپ کوسوں دور تھے۔

آپ فصیح و بلیغ تھے، نہایت عقلمند تھے۔ دور اندیش تھے۔ سچے تارک الدنیا تھے۔ سلطان القلم تھے اور حسب ذیل باتوں میں آپ کو خاص خصوصیت تھی۔ خدا اور اس کے رسول کا عشق، شجاعت، محنت، توحید و توکل علی اللہ، مہمان نوازی، خاکساری اور نمایاں پہلو آپ کے اخلاق کا یہ تھا کہ کسی کی دل آزاری کو نہایت ہی ناپسند فرماتے تھے اور اگر کسی دوسرے کو بھی ایسا کرتے دیکھ پاتے تو منع کرتے۔

آپ نماز باجماعت کی پابندی کرنے والے، تہجد گزار، دعا پر بے حد یقین رکھنے والے، سوائے مرض یا سفر کے ہمیشہ روزہ رکھنے والے، سادہ عادات والے، سخت مشقت برداشت کرنے والے اور ساری عمر جہاد میں گزارنے والے تھے۔

آپ نے انتقام بھی لیا ہے، آپ نے سزا بھی دی ہے۔ آپ نے جائز سختی بھی کی ہے، تادیب بھی فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ تادیباً بعض دفعہ بچہ کو مارا بھی ہے۔ ملازموں کو یا بعض غلط کار لوگوں کو نکال بھی دیا ہے۔ تقریر و تحریر میں سختی بھی کی ہے، عزیزوں سے قطع تعلق بھی کیا ہے۔ بعض خاص صورتوں میں توریہ کی اجازت بھی دی ہے۔ بعض وقت سلسلہ کے دشمن کی پردہ دری بھی کی ہے (مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی کے مہدی کے انکار کا خفیہ پمفلٹ)، بددعا بھی کی ہے۔ مگر اس قسم کی ہر ایک بات ضرورتاً اور رضائے الٰہی اور دین کے مفاد کیلئے کی ہے نہ کہ ذاتی غرض سے۔ آپ نے جھوٹے کو جھوٹا کہا۔ جنہیں لئیم یا زنیم لکھا وہ واقعی لئیم اور زنیم تھے۔ جن مسلمانوں کو غیر مسلم لکھا وہ واقعی غیر مسلم بلکہ اسلام کے حق میں غیر مسلموں سے بھی بڑھ کر تھے۔

مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کے رحم اور عفو اور نرمی اور حلم والی صفات کا پہلو بہت غالب تھا۔ یہاں تک کہ اس کے غلبہ کی وجہ سے دوسرا پہلو عام حالات میں نظر بھی نہیں آتا تھا۔

آپ کو کسی نشہ کی عادت نہ تھی، کوئی لغو حرکت نہ کرتے تھے، کوئی لغو بات نہ کیا کرتے تھے۔ خدا کی عزت اور دین کی غیرت کے آگے کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ آپ نے ایک دفعہ اعلانیہ ذبّ تہمت بھی کیا۔ ایک مرتبہ دشمن پر مقدمہ میں خرچ پڑا تو آپ نے اس کی درخواست پر اسے معاف کر دیا۔ ایک فریق نے آپ کو قتل کا الزام لگا کر پھانسی دلانا چاہا مگر حاکم پر ظاہر ہو گیا اور اس نے آپ کو کہا کہ آپ ان پر قانوناً دعویٰ کر کے سزا دلا سکتے ہیں۔ مگر آپ نے درگزر کیا۔ آپ کے وکیل نے عدالت میں آپ کے دشمن پر اس کے نسب کے متعلق جرح کرنی چاہی، مگر آپ نے اسے روک دیا۔

غرض یہ کہ آپ نے اخلاق کا وہ پہلو دنیا کے سامنے پیش کیا جو معجزانہ تھا، سراپا حسن تھے، سراسر احسان تھے اور اگر کسی شخص کا مثیل آپ کو کہا جا سکتا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بس۔

آپ کے اخلاق کے اس بیان کے وقت قریباً ہر خلق کے متعلق میں نے دیکھا کہ میں اس کی مثال بیان کر سکتا ہوں۔ یہ نہیں کہ میں نے یونہی کہہ دیا ہے۔ میں نے آپ کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں 27 سال کا جوان تھا۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خلیق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگ، آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کیلئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ ’’کان خلقہ القرآن‘‘ تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ ’’کان خلقہ حب محمد و اتباعہ علیہ الصلوٰۃ والسلام‘‘

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی مشاہداتی گواہی از سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ 306-308)

یادوں کے دریچے

یادوں کے دریچے

تعلیم الاسلام کالج کے دورطالب علمی کی یادیں

زندگی کے بہترین چار سال

وہ ایام اب بھی آنکھوں کے سامنے ہیں جب ہم طفلِ مکتب کی حیثیت سے اس عظیم درس گاہ میں داخل ہوئے۔آہ! چار سال کا عرصہ پلک جھپکتے گذر گیا۔ماضی کی حسین یادیں آج بھی ذہن کے دریچوں میں انگڑائیاں لے رہی ہیں۔اس عظیم مادرِعلمی نے جو کچھ عطا کیا اسکی حسین اور دلکش یادوں کی قندیل ہمیشہ ہمارے دلوں میں روشن رہے گی۔

(محمد مسیح الدین شاہد۔جرمنی)

سوٹی کی ایک ہی ضرب سے......

گو تعلیم الاسلام کالج میں صرف ایک سال ہی رہا لیکن وہاں بیتے ہوئے دنوں کی یاد نا قابلِ فراموش ہے۔میٹرک کے زمانے میں جب کالج کے سٹوڈنٹس کو گاؤن پہنے ہوئے اپنے کلاس روم کے سامنے سے گذرتے ہوئے دیکھتا تو ان پر بہت رشک آیا کرتا تھا اور دل میں یہ شوق اور بیتاب تمنا انگڑائی لینے لگتی تھی کہ کاش وہ دن جلد آئے جب میں بھی ان کی طرح کالج کا گاؤن پہنے ہوئے اسی شان اور کرّ و فر کے ساتھ یہاں سے گزرا کروں۔

بالآخر وہ دن بھی آ ہی گیا اور میں اپنے دوستوں کے ہمراہ کالج کا گاؤن زیب تن کر کے اپنے سابق سکول کے کلاس روم کے سامنے سے گزر رہا تھا تو کیا دیکھا کہ سکول کے پی ٹی ماسٹر صاحب سوٹی ہاتھ میں تھامے ہوئے ہماری جانب آ رہے ہیں۔ہم نے سوچا کہ اب تو ہم کالج کے سٹوڈنٹس ہیں (اور ریمنڈ ڈیوس کی طرح شاید ہمیں سفارتی استثناء حاصل ہو!) اب بھلا ہمیں کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔مگر جب پی ٹی ماسٹر صاحب نے قریب آ کر اپنے ہاتھ میں تھامی ہوئی سوٹی لہراتے ہوئے سکول کی حدود میں غیر متعلقہ لوگوں کے داخل ہونے کی فردِ جرم کا فیصلہ سناتے ہوئے ایک عدد سوٹی رسید کر ڈالی تو اس کی ایک ہی ضرب سے ہمارے سب خواب چکنا چور ہو گئے اور کالج کے سٹوڈنٹ ہونے کے ناطے سوٹی کی مار سے استثنا حاصل ہونے کے شکوک وشبہات بھی یکلخت دور ہو گئے۔

(عبدالفاطر ملک۔اٹلی)

محسن اساتذہ

بیتے دنوں کی کچھ یادیں ایسی ہوا کرتی ہیں کہ ان کی جگالی کرتے رہنے میں ایک عجیب لذت اور خوشی کا احساس پایا جاتا ہے۔

کالج اور سکول کے زمانے کے ساتھی جب بھی ملتے اور ایام رفتہ کے قصے چھیڑتے ہیں تو دل یہی چاہتا ہے کہ وقت تھم جائے۔وہ سناتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔

میں ربوہ میں پل بڑھ کر جوان ہوا۔تعلیم الاسلام سکول اور کالج میں تعلیم حاصل کی۔اُسوقت ربوہ اپنے ابتدائی دَور میں تھا اور ہمیں سکول میں وہ سہولیات حاصل نہ تھیں جو آج میسر ہیں۔ڈیسک اور کرسیاں تو دور کی بات ہے بیٹھنے کو ٹاٹ بھی ضرورت کے مطابق نہ تھے۔لیکن جالب کی کہی ہوئی یہ بات سو فیصد درست ہے کہ:

یہ سچ ہے کہ زیست پا پیادہ تھی
مگر دھوپ سے چھاؤں تو زیادہ تھی

آج بھی دل میں سکول اور کالج کے اُن محسن اساتذہ کے خلوص ومحبت کی یادیں زندہ وتابندہ ہیں،جنہوں نے ہمیں زیورِ تعلیم وتہذیب سے آراستہ کیا۔اللہ ان سب کو اپنے فضلوں سے شاد اور رحمتوں سے آباد رکھے۔آمین۔

(سید حسن خان۔لنڈن)

ہماری تاریخ وروایات کا ایک بےنظیر ورثہ

تعلیم الاسلام کالج فقط اینٹ،گارے اور پتھر سے بنے ہوئے در و دیوار کی عمارت کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ادارہ،ایک نظریہ اور ایک مستقبل ہے

اس ادارے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے وعدے ہیں۔یہ ہمارا ایک تاریخی ورثہ ہے اور دنیا میں وہی قومیں زندہ رہتی ہیں جو اپنی تاریخ وتہذیب اور اپنی اقدار اور ورثے کی حفاظت کرتی ہیں تاکہ یہ آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیں۔

جہاں تعلیم وتربیت کی پہلی آماجگاہ ماں کی گود ہوتی ہے،وہاں ان کی تہذیب نو اور انہیں پروان چڑھانے میں تعلیمی وتدریسی ادارے بہت اہم کردار ادا کیا کرتے ہیں۔خدا کے فضل سے کم وبیش دنیا کے ہر ملک میں تعلیم الاسلام کالج کے فارغ التحصیل طلباء مختلف شعبہ ہائے حیات میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ان کے اندر کالج کی روایات واقدار کا کلچر نہ صرف آباد بلکہ ہرا بھرا اور نکھرا نکھرا نظر آتا ہے۔ایسا کیوں نہ ہو کہ ہمارا یہ گرانقدر کلچر ہمارا ایک تاریخی ورثہ ہے جس کی حفاظت ہم سب کا فرض ہے۔

(ہدایت اللہ ہادی۔کینیڈا)

یومِ مسیح موعودؑ کی مناسبت سے

سایہ سایہ ایک پرچم دل پہ لہرانے کا نام

سایہ سایہ ایک پرچم دل پہ لہرانے کا نام
اے مسیحا، تیرا آنا زندگی آنے کا نام

لاکھ فریادی رہے دیوارِ گریہ پر ہجوم
جانے والا اب نہ لے گا لوٹ کر آنے کا نام

جس پہ اُترا وہ مسیحا، دل منارہ، دل دمشق
استعارے پھول میں خوشبو کو سمجھانے کا نام

سب نے رشکِ خاص سے بھیجے اسے کیا کیا سلام
جب بھی آیا اس کے دیوانوں میں دیوانے کا نام

وہ اندھیروں میں عجب اک روشنی کا خواب ہے
وہ اُجالوں میں چراغِ نور لہرانے کا نام

جب سے وہ آیا ہے دل کی اور دنیا ہو گئی
ورنہ پہلے دل تھا گویا ایک ویرانے کا نام

کیوں نہ وہ قامت قیامت ہو، کہ ہے اس کا وجود
رات کے جانے کا نام، اِک صُبح کے آنے کا نام

(عبیداللہ علیم)

اور جب مقابلہ ہوا تو......

تعلیم الاسلام کالج کے ایک ابتدائی بزرگ پروفیسر صوفی بشارت الرحمن صاحب مرحوم ومغفور ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں:

''لاہور کے کالج ہی کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ دریائے راوی میں تعلیم الاسلام کالج اور غالباً اسلامیہ کالج لاہور کا بمپنگ بوٹ ریس (Bumping Boat Race) کا فیصلہ کن مقابلہ تھا اور جیتنے والی ٹیم نے اس سال کی چیمپئن شپ حاصل کرنی تھی۔ دریا پر اسلامیہ کالج کے طلباء بھی نعرے بلند کر رہے تھے۔ ہمارے طلبہ بھی اپنی ٹیم کو حبّذا کہنے کیلئے جمع تھے مگر فضا میں کدورت (Tension) تھی۔ پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج نے مائک پر اعلان کیا کہ اگر اسلامیہ کالج کی ٹیم نے ٹی آئی کالج کو بمپ کر دیا تو وہ اپنی ٹیم کو سو روپیہ انعام دیں گے۔ اس پر پرنسپل صاحب تعلیم الاسلام کالج یعنی حضور رحمہ اللہ نے فوراً مائک پر اعلان کروایا کہ اگر اسلامیہ کالج کی ٹیم نے ٹی آئی کالج کی کشتی کو بمپ کر دیا تو پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کی طرف سے بھی سو روپیہ اسلامیہ کالج کی ٹیم کو دیا جائے گا۔ اس پر اسلامیہ کالج کی طرف سے پرزور نعرہ بلند ہوا کہ پرنسپل ٹی آئی کالج زندہ باد۔ جذبات کی کدورت دور ہوگئی اور اخوت اور بھائی چارے کے ماحول میں کشتی رانی کا فائنل مقابلہ ہوا۔

حضور رحمہ اللہ کے اس اعلان نے اپنے کالج کی ٹیم پر بھی عجیب نفسیاتی جادو کر دیا۔ ہماری ٹیم کو زبردست احساس ہوا کہ ہمارے پرنسپل صاحب کو ہماری فتح پر کس قدر یقین ہے۔ اس احساس نے ان کے اندر بجلی جیسی قوت اور جوش پیدا کر دیا اور جب مقابلہ ہوا تو چیمپئن شپ ٹی آئی کالج کے حصہ میں آئی۔

دیکھئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی حسن تدبیر کو۔ ایک ہی تدبیر کے وار سے دو فوائد حاصل کر لئے۔ دونوں کی باہمی کدورت کو بھی دور کر دیا۔ دوسری طرف اپنی ٹیم کے اراکین میں مجنونانہ جوش عمل بھی پیدا کر دیا۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر 1 اپریل مئی 1983 صفحہ 232-233)

شگفتہ تحریریں

یہ کسی خاص تربیت گاہ سے آئے ہیں

تعلیم الاسلام کالج کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب ایم۔آر۔کیانی کے دلچسپ اور خیال آفرین صدارتی خطاب کے چند منتخب حصے ہدیہ قارئین ہیں:

صاحب صدر!

آپ نے میرے مسلسل انکار کے باوجود مجھ سے جس زبردستی سے یہاں آنے کا وعدہ لیا تھا اسکے پیشِ نظر شکریے سے تو قاصر ہوں اور یوں بھی ایسے موقعوں پر شکریہ ادا کرنا ایک رسمی بدرسم ہوگیا ہے۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ان برخورداروں کو جو قومی زندگی کی دہلیز پر ہیں کونسی کام کی بات سنا سکتا ہوں؟ علی بابا اور چالیس چور کی کہانی یا داستانِ امیر حمزہ۔ یہ قصے تو پہلے ہی سن چکے ہونگے۔ یہ کہنا بھی بیکار ہے کہ آپ قوم کا بیش بہا سرمایہ ہیں یہ بات تو آپ پشت در پشت سنتے چلے آئے ہیں۔ یہ بھی سنا ہوگا کہ آپ کو قومی زندگی کی بڑی بڑی ذمے داریاں اٹھانی پڑیں گی۔

ابھی تھوڑے دن ہوئے کسی بزرگ نے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ محنت کرو! انعام لو! محنت کرو! اکرام لو! ہم تو اٹھارہ گھنٹے کام کرتے ہیں آپ آٹھ گھنٹے ہی کریں کیونکہ آپ ہم سے کچھ زیادہ جوان ہیں۔

قوم کا بیش بہا سرمایہ ہونے کے باوجود آپ سب گورنر، وزیر یا جج نہیں بن سکیں گے۔ آپ میں سے بہت سے معمولی عہدوں کے حامل ہونگے اس لئے یہ کہنا ضروری ہے کہ

گر بہ نکبت برسی پست نہ گردی مردی
گر بدولت برسی مست نہ گردی مردی

یعنی غریبی آئے اور پھر بھی طبیعت میں پستی پیدا نہ ہو تو تُو صاحبِ کردار کہلانے کا مستحق ہے یا اگر خدا زندگی میں دولت وثروت عطا کرے اور تُو مست نہ ہو تو تُو صحیح معنوں میں مرد ہے

آپ سے ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ محنت کرو محنت کرو ممکن ہے کہ یہ سن سن کر آپ پر ہراس کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہو اسلئے میں اس کے نعم البدل کے طور پر یہ کہوں گا کہ کچھ کھیلا بھی کرو تا کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکو اور شاید کھیلتے کھیلتے یہ احساس پیدا ہو کہ دنیا تو کھیل کود ہے ذرا کچھ کام بھی کریں۔ جو لڑکا ورزش نہیں کرتا اور شام کو نفیس کپڑے پہن کر، بال بنا کر نکلتا ہے اور زمین پر نرم نرم قدم رکھتا ہے تا کہ زمین کو دکھ نہ ہو وہ اگر دنیا میں کامیاب ہو بھی جائے تو صرف اپنے لئے ہی کامیاب ہوگا۔

مرزا ناصر احمد نے مختصر تعارف میں جو یہ کہا کہ 1947 کے بعد اس کالج کی ابتداء ایک ڈیری فارم کی عمارت سے ہوئی جس کا نچلا حصہ اصطبل کا سا رنگ رکھتا تھا، تاہم لٹے پٹے طلبا نے یہ سختیاں خندہ پیشانی کے ساتھ سہیں۔ آپ اُس ڈیری فارم کا یہ مثبت تصور دل میں رکھیں کہ وہ محض اس لئے چلایا جاتا ہے کہ دودھ اور مکھن جیسی مفید چیزیں لوگوں کے لئے تیار کی جائیں۔ آپ بھی اپنی ذات کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے مفید بننے کی کوشش کریں۔

کالج کے زمانے کو آپ ایک مقفل صندوق کی طرح آئندہ زندگی سے علیحدہ نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ جو عادتیں آپ یہاں بنائیں گے وہ مستقبل میں آپ سے علیحدہ نہیں ہونگی۔ یہ برفانی پہاڑوں کی ندی جو آپ کے منبع سے جاری ہے آپ کے ساتھ ریت کے ٹیلوں میں بھی جاری رہے گی۔ یہ غلط ہے کہ اچھا کاروبار مل گیا تو عادتیں خود بخود اچھی ہو جائیں گی۔ اتنا ضرور کہوں گا کہ آپ کے عیب دولت میں چھپ جائیں گے چنانچہ ایک بزرگ نے کہا کہ دولت خدا تو نہیں مگر بخدا وہ خدا کی طرح ستّار العیوب اور قاضی الحاجات ہے۔ اور زندگی میں بیشتر حصہ ان لوگوں کا ہے جو ظاہری خوش خرامی کے ساتھ صبح کرتے ہیں، شام کرتے ہیں اور عمر یونہی تمام کرتے ہیں، لیکن نہ دو سو گدھوں کے مغز سے اور نہ دو ہزار خوش خراموں کے صبح و شام کرنے سے کوئی اہلِ فکر پیدا ہوتا ہے۔

میں مرزا ناصر احمد سے امید رکھتا ہوں کہ اگر بعض طالبعلموں کی مٹی میں واجبی چکناہٹ نہ پائیں تو اسکی کمی محنت اور تربیت سے پوری کرلیں گے۔ اور جب اس کالج کے طلباء اس محدود جگہ کو چھوڑ کر زندگی میں قدم رکھیں تو لوگوں کو محسوس ہو کہ یہ کسی خاص تربیت گاہ سے آئے ہیں۔ یہ جفاکش بھی ہیں، ایثار کا مادہ بھی رکھتے ہیں اور ان دونوں باتوں سے بڑھ کر یہ کہ تنگ دل نہیں۔ ان کے دل دریا جیسے ہوں جس میں موتی اور پانی بہتا ہو اور ہر تنکے کے گرنے سے ان کی پیشانی پر بل نہ پڑیں۔

میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں کہ اس کالج میں قریباً 45 فیصد طلبا اس گروہ کے نہیں ہیں جس کا ربوہ سے خاص تعلق ہے۔ میں آپ کا یہ جذبہ ایثار دیکھ کر تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سنا ہے کہ آپ کا کالج کشتی رانی میں کئی سال سے یونیورسٹی میں اوّل آ رہا ہے۔ یہ کشتی رانی جاری رکھیے گا۔ ہماری کشتی کبھی بھنور کے قریب جانے لگتی ہے تو کبھی اس میں سوراخ ہو جاتا ہے اور کچھ نہیں تو اسکے چپّو مرمت کے محتاج رہتے ہیں۔ جب آپ کی باری آئے تو اسطرح چلائیں جس طرح مشّاق کشتی ران چلایا کرتے ہیں۔

مسکراہٹوں کے ہم خرام-ایک یادگار شام

22 فروری 2011 کو منگل کی شام بیت الفتوح کا طاہر ہال دُور ونزدیک سے آئے ہوئے دو ہزار کے قریب افراد سے بھرا ہوا تھا۔ جبکہ پانچ سو کے لگ بھگ خواتین ناصر ہال میں موجود تھیں۔ سٹیج کی بیک گراونڈ ڈوبتے ہوئے سورج کے تصویری بینیر کے ساتھ ایک دلکش اور حسین شام کا خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی۔ یہ سب اہتمام اُس نشست کے لئے تھا جس کا انعقاد پاکستان کے ممتاز اور مایہ ناز شاعر جناب انور مسعود صاحب کے ساتھ ایک شام کے نام سے ہو رہا تھا۔

اس نشست کا آغاز قرآنِ کریم کی تلاوت اور آنحضور ﷺ کی مدح میں بانی سلسلہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نعتیہ کلام سے ہوا۔ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے صدر مکرم عطا المجیب راشد صاحب نے حاضرینِ مجلس اور معزز مہمان کو خوش آمدید کہنے کے بعد سب سے پہلے تعلیم الاسلام کالج اور برطانیہ میں اس کالج کے سابق طلبا کی ایسوسی ایشن کا تعارف کروایا۔ آپ نے بتایا کہ اس کالج کا آغاز قادیان سے ہوا۔ تقسیم ملک کے بعد یہ کالج پہلے لاہور اور پھر ربوہ منتقل ہو گیا۔ اس کا شمار چوٹی کے کالجوں میں ہوتا تھا "علم وعمل" اسکا ماٹو تھا۔ تعلیم الاسلام کالج کی روایت تھی کہ دنیا کے ماہرینِ علم وفن کو مدعو کر کے ان سے استفادہ کی مجالس منعقد ہوا کرتی تھیں۔ اور آج کالج کی اسی روایت کا برطانیہ میں احیاء ہو رہا ہے۔

مکرم صدر صاحب ایسوسی ایشن نے تعارفی کلمات میں حاضرین کو بتایا کہ جناب انور مسعود صاحب جو اپنی باغ و بہار شاعری کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں 1935 میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ تعلیم پہلے لاہور اور پھر زمیندارہ کالج گجرات سے حاصل کی۔ اورینٹل کالج لاہور سے فارسی میں ایم اے کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ 34 سال تک مختلف کالجوں میں درس و تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ آپ اردو، پنجابی اور فارسی میں شعر کہتے ہیں اور آپ کے 13 شعری مجموعے شائع ہو کر دنیا بھر میں مقبولیت کی سند حاصل کر چکے ہیں۔

آپ کی بہت سی نظمیں اس حد تک مقبولیت اور پذیرائی حاصل کر چکی ہیں کی زبان زدِ عام ہیں۔

جناب انور مسعود صاحب کے کلام کا ایک نمایاں پہلو مزاح اور خوش طبعی ہے۔ اس حوالے سے اسے غیر معمولی مقبولیت حاصل ہے۔ کیا ہی عمدہ ہے انور مسعود صاحب کا یہ قول کہ مذاق تو ایک ڈھلوان کی طرح ہے جس پر پھسلتے ہوئے انسان پستی میں اترتا چلا جاتا ہے کمال تو یہ ہے کہ مزاح اور مذاق میں ایک امتیاز اور فاصلہ رکھا جائے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ بین الاقوامی شہرت کے حامل، بلند پایہ اور ممتاز شاعر آج ہمارے درمیان تشریف رکھتے ہیں۔ میں انہیں صمیمِ قلب سے خوش آمدید کہتا اور یقین دلاتا ہوں کہ آج بہت دُور دُور سے آئے ہوئے صاحبانِ علم وفضل کا یہ بھرا ایوان آپ کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہے۔ اسکے بعد ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے سیکریٹری اشاعت مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب نے انور مسعود صاحب کے اعزاز میں بطورِ خاص لکھا جانے والا اپنا خیر مقدمی کلام پیش کیا۔ جس کے چند اشعار نمونۃً پیشِ خدمت ہیں۔

دیس کی پردیس میں پہچان ہے انور مسعود
محفلِ شعروسخن کی جان ہے انور مسعود
شاعری ایسی کھری کہ یوں سمجھ لو دوستو
چائنا کے دَور میں جاپان ہے انور مسعود

اس مختصر تعارفی اور خیر مقدمی تقریب کے بعد مائک جناب انور مسعود صاحب کے حوالے کر دیا گیا۔ پھر انور مسعود صاحب تھے، انکی باغ و بہار شاعری تھی، لبوں سے پھوٹتے ہوئے شگوفے تھے اور حاضرین کی فراخ دلانہ مسکراہٹیں اور قہقہے تھے۔ انور مسعود صاحب کے کلام کا پہلا دور قریباً ایک گھنٹے تک جاری رہا جس کے بعد 15 منٹ کے لئے وقفہ ہوا، جس میں چائے وغیرہ سے تواضع کئے جانے کے بعد اس نشست کے دوسرے اور آخری دور کا آغاز ہوا۔ دوسرے دور کو شروع ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا مگر سامعین کی طرف سے اپنی اپنی پسند کا فرمائشی کلام سننے کا سلسلہ تھمنے کا نام نہ لے رہا تھا۔ لیکن چونکہ رات کافی ہو چکی تھی اسلئے بادلِ ناخواستہ گیارہ بجے کے قریب اس نشست کو اس کے اختتام کی طرف لیجانا پڑا۔ اس تقریب کے آخر میں مکرم صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے معزز مہمان گرامی کا ان کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور انہیں ایسوسی ایشن کی طرف سے یادگاری سوونیئر اور تحائف پیش کئے۔ جس کے بعد مکرم امیر صاحب یوکے نے دعا کروائی اور یوں جناب انور مسعود صاحب کے ساتھ یہ یادگار شام اور یہ پُر لطف ادبی نشست برخواست ہوئی۔ یار زندہ، صحبت باقی۔

قطعاتِ انور مسعود

کل جو ہوا ہے دفعتاً اُس سے مرا مکالمہ
خوبیٔ اختصار کا تجربہ کچھ یونیک ہے
میں نے کہا کہ جانِ من، اس نے کہا کہ کیا کہا
میں نے کہا کہ کچھ نہیں، اُس نے کہا کہ ٹھیک ہے

☆☆☆

جو چوٹ بھی لگی ہے وہ پہلی سے بڑھ کے تھی
ہر ضربِ کربناک پہ میں تلملا اُٹھا
پانی کا، سوئی گیس کا، بجلی کا، فون کا
بِل اتنے مل گئے ہیں کہ میں بلبلا اُٹھا

☆☆☆

اپنی زوجہ سے کہا اک مولوی نے نیک بخت
تیری تُربت پر لکھیں تحریر کس مفہوم کی
اہلیہ بولی عبارت سب سے موزوں ہے یہی
دفن ہے بیوہ یہاں پر مولوی مرحوم کی

☆☆☆

جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے
کل تم کو بتا دیں گے رقم کتنی بنی ہے

☆☆☆

اک ڈاکٹر سے مشورہ لینے کو میں گیا
ناسازیٔ مزاج کی کچھ ابتدا کے بعد
کرنے لگے وہ پھر مرا طبی معائنہ
اک وقفۂ خاموشیٔ صبر آزما کے بعد
ضرباتِ قلب و نبض کا جب کر چکے شمار
بولے وہ اپنے پیڈ پہ کچھ لِکھ لِکھا کے بعد
ہے آپ کو جو عارضہ وہ عارضی نہیں
سمجھا ہوں میں تفکّرِ بےانتہا کے بعد
لیجے نمازِ فجر سے پہلے یہ کیپ سول
کھائیں یہ گولیاں بھی نمازِ عشاء کے بعد
سِیرپ کی ایک ڈوز بھی لے لیں نہار منہ
پھر ٹیبلٹ یہ کھایئے پہلی غذا کے بعد
لینی ہے آپ کو یہ دوا اِس دوا سے قبل
کھانی ہے آپ کو یہ دوا اِس دوا کے بعد
ان سے خلل پذیر ہو گر نظامِ ہضم
پھر مکسچر یہ پیجیے اِس ابتلا کے بعد
لازم ہے پھر جناب یہ انجکشنوں کا کورس
اُٹھیں نہ ہاتھ آپ کے گر اِس دوا کے بعد

☆☆☆

باتیں ہی کچھ ایسی ہیں کہ اب جن کے سبب سے
اپنے پہ مجھے حضرتِ غالب کا گماں ہے
غالب کی طرح قرض میں ہوں میں بھی گرفتار
غالب کی طرح میرا کرائے کا مکاں ہے

☆☆☆

المنار آپ کو کیسا لگا!

آپ کی قیمتی آراء اور مفید مشوروں کے
ہم منتظر رہیں گے